غدارِ پاکستان

ڈاکٹر عبدالسلام
کو
نوبل پرائز کیوں مِلا؟

مُحمّد ازھر

گزشتہ ماہ معروف قادیانی اور نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کی موت کی خبر کو حسب مزاج و فطرت' عالمی ذرائع ابلاغ بی بی سی اور وائس آف امریکہ وغیرہ نے اسلام دشمنی سے بھرپور تبصروں کے ساتھ نشر کیا' مگر دکھ اس بات پر ہوا کہ بعض پاکستانی اخبارات میں بھی آنجہانی کے بارے میں ایسے مضامین شائع ہوئے' جن میں اسے نوبل انعام یافتہ ہونے کے حوالے سے نابغہ روزگار شخصیت اور محیرالعقول ہستی قرار دیتے ہوئے پاکستان سے اس کی محبت و وفا کے گن گائے گئے ہیں اور یہ تاثر دیا گیا کہ وہ خاک وطن سے پیار کرنے والی عظیم شخصیت تھی' مگر اسے اور اس کی قوم کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ملک سے باہر رہنے پر مجبور کیا گیا وغیرہ وغیرہ۔

روزنامہ "خبریں" میں جناب انور سدید اور محترمہ افضل توصیف کے مضامین بھی اعتدال سے معری تھے۔ اس لیے پراپیگنڈہ کے اس غبار میں چند حقائق از سر نو ذہن میں تازہ کرنے کی ضرورت ہے۔

نوبل انعام سویڈن کے سائنس دان "الفرڈ نوبیل" کی یاد میں اس شخص یا اشخاص کو دیا جاتا ہے' جو فزکس' فزیالوجی' کیمسٹری یا میڈیسن' ادب اور امن کے شعبوں میں کوئی نمایاں اور امتیازی کارنامہ انجام دیں۔ ۱۰ر دسمبر ۱۹۷۹ء کو یہ انعام طبیعات کے شعبہ میں کام کرنے والے تین اشخاص کو مشترکہ طور پر دیا گیا' جن میں ایک ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی تھے۔ قادیانیوں نے اپنے مخصوص مفادات کے تحت پوری دنیا میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص اس انعام کی غیر معمولی تشہیر کی اور اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت و نبوت کا معجزہ قرار دیا۔ حالانکہ ایک صدی قبل شروع ہونے والا یہ انعام اس سے پہلے متعدد یہودیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کو مل چکا ہے۔

ہر سال ملنے والا یہ انعام ہندو سرسی' وی رمن' بنگالی ہندو ادیب رابندر ناتھ ٹیگور' امریکہ کے ہنری کسنجر' سابق اسرائیلی وزیراعظم مسٹر بیگن اور مشہور عیسائی راہبہ "ٹریسا" کو بھی مل چکا ہے' مگر کسی ہندو' یہودی اور عیسائی نے یہ احمقانہ دعویٰ نہیں کیا کہ اسے نوبل انعام ملنا ہندومت' یہودیت' یا عیسائیت کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اسے خرق عادت واقعہ کے طور پر پیش کرنا صرف قادیانیوں کی شعبدہ بازی ہے۔ البتہ نوبل انعام یافتگان میں ایک قدر مشترک ہے کہ وہ سب کے سب غیر مسلم ہیں اور منصفان سویڈن کی نظر میں اب تک کوئی مسلمان اس "شرف" کو حاصل نہیں کر سکا۔ جو لوگ رابندر ناتھ ٹیگور کو ادب کا نوبل پرائز دے سکتے ہیں اور علامہ اقبال مرحوم جیسے مفکر کو نظرانداز کر سکتے ہوں' ان کی بالغ النظری کی داد دینی چاہیے۔ علامہ مرحوم کا اس کے سوا کیا جرم ہے کہ وہ ایک سچے' کھرے مسلمان تھے' جبکہ رابندر ناتھ ٹیگور ہندو تھا۔

سائنس کے میدان کو لیا جائے تو کیا وجہ ہے کہ ہمارے ملک کے نامور سائنس دان اور محب وطن سپوت ڈاکٹر عبدالقدیر خان تو نوبل انعام کے لیے نااہل قرار پائیں' جبکہ ڈاکٹر عبدالسلام اس کی ہر طرح سے لیاقت رکھتا ہو۔ اسلام دشمنوں کی نظر میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے مقابلہ میں ڈاکٹر عبدالسلام میں کوئی "خوبی" تھی تو وہ یہی تھی کہ وہ قادیانی تھا اور اسلام اور مسلمانوں کا یہودیوں سے بڑھ کر دشمن تھا۔ ممکن ہے' اس تجزیہ کو کوئی روشن خیال' تنگ نظری اور تعصب پر محمول کرے۔ ان کی خدمت میں پاکستان کے نامور اور باخبر صحافی' ادیب اور کالم نگار جناب زاہد ملک کی معروف تالیف "ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم" میں ڈاکٹر عبدالسلام کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اور ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں یہ بات کھلا راز ہے کہ وہ پاکستان کے ایٹمی قوت بننے کے خلاف ہیں اور ملتان کانفرنس میں بھٹو سے اسی بات پر بگڑ گئے تھے۔ اسے جو "نوبل پرائز" ملا ہے' اس کی حقیقت اس امر سے آشکار ہو جاتی ہے کہ اسے سیاسی مقاصد کے لیے یہودیوں نے آئن شائن کی صد سالہ برسی پر اس کے لیے منتخب کیا تھا۔ پھر جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں' نیلور پلانٹ کی ڈیزائننگ میں اہم کردار ادا کرنے والے زاہد سعید کو گوشہ گمنامی میں دھکیلنے میں سب سے اہم کردار ڈاکٹر عبدالسلام نے ادا کیا"۔

("ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم" ص ۱۲۴' طبع سوم' ۱۹۸۹ء)

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے اس انٹرویو کا ایک سوال و جواب پیش ہے:

س : ڈاکٹر عبدالسلام صاحب (قادیانی) کو جو نوبل انعام ملا ہے' اس کے بارے میں آپ کی رائے؟

ج : میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:

"وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۷ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے۔ آخرکار آئن سٹائن (یہودی) کے صد سالہ یوم وفات پر ان کا مطلوبہ انعام دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے' جو ایک عرصہ سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے۔ سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا"۔

(ہفت روزہ "چٹان" لاہور ۶ر فروری ۱۹۷۶ء جلد ۲۷' شمارہ ۴)

اخباری مضامین میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ:

"ڈاکٹر عبدالسلام نے اٹلی میں ایک سائنسی ادارہ قائم کیا ہوا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ نوجوان پاکستانی سائنس دان اس سے مستفید ہوں"۔

اس کی حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام اول تا آخر قادیانی تھا۔ سائنسی ادارہ کے قیام اور اس کے مقاصد میں بھی اس نے قادیانیت کے فروغ کو شامل رکھا۔ قادیانی ماہنامہ "تحریک جدید" کا یہ اقتباس اصل صورتحال کی نقاب کشائی کرتا ہے:

"حضور (مرزا طاہر) نے فرمایا اٹلی میں پہلے بھی جماعت کے نمائندے بھجوا کر اٹلی کو جماعت سے متعارف کرانے کی کوشش کی گئی تھی اور اب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے ذریعے سے بھی اس تقریب کا بندوبست کیا گیا' جس میں توقع سے زیادہ معززین تشریف لائے جو کہ پہلے احمدیت سے متعارف نہ تھے۔ اس میں ٹیلی ویژن کے نمائندے بھی موجود تھے"۔

("تحریک جدید ربوہ" ص ۷' اکتوبر ۱۹۸۵ء)

جو لوگ ڈاکٹر عبدالسلام کو "محب وطن" قرار دیتے ہوئے' اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں' وہ یہ حقیقت فراموش کر دیتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام یہودی لابی کا مہرہ تھا اور قادیانی امت کا ایک ممتاز فرد۔ اس کی تمام تر وفاداریاں اپنے

ہم مذہب افراد سے تھیں۔ چنانچہ حب الوطنی کا یہ پردہ اس وقت چاک ہوگیا' جب ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو ڈاکٹر عبدالسلام' صدر پاکستان کے سائنسی مشیر کے عہدے سے احتجاجاً مستعفی ہو کر لندن چلا گیا اور جب مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اس کو ایک سائنسی کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھجوائی تو اس نے پاکستان کے بارے میں نہایت گندے اور توہین آمیز ریمارکس لکھ کر دعوت نامہ واپس کر دیا۔ ہفت روزہ "چٹان" کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

> "مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔ کانفرنس میں شرکت کے لیے ڈاکٹر عبدالسلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے' جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر عبدالسلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیراعظم سیکرٹریٹ کو بھیج دیا: "میں اس لعنتی ملک میں قدم نہیں رکھنا چاہتا' جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے"۔

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ انہوں نے اشتعال میں آ کر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو فی الفور برطرف کر دیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی' تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ وقار احمد بھی قادیانی تھے' یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی"۔

(ہفت روزہ "چٹان" جون ۱۹۸۶ء' شمارہ ۲۲)

پاکستان کے خلاف ایسے توہین آمیز الفاظ بکنے والے کو "محب وطن" ہونے کا سرٹیفکیٹ دینا یقیناً بہت دل گردے کی بات ہے۔

بعض حضرات یہ منطق پیش کرتے ہیں کہ اسلام ہمیں رواداری اور کشادہ دلی کی تعلیم دیتا ہے۔ عیسائی و یہودی سائنس دانوں کا تذکرہ اگر ان کے مذہب کو زیر بحث لائے بغیر کیا جا سکتا ہے تو قادیانی کو ایک سائنس دان کی حیثیت سے خراج تحسین پیش کرنے میں کیا حرج ہے؟ ان حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ

قادیانیوں کو عیسائی اور یہودی سائنس دانوں کی فہرست میں شمار کرنا ان کی شرانگیزی' اسلام دشمنی اور ملت اسلامیہ کے خلاف گہری سازشوں سے بے خبری کی دلیل ہے۔ یہودی اور عیسائی مسلمانوں کے کھلے دشمن ہیں' نیز وہ اپنا تعارف یہودی اور عیسائی ہی کی حیثیت سے کراتے ہیں' جبکہ قادیانی اپنے باطل مذہب کی اشاعت و ترویج کے لیے "اسلام" کا نام استعمال کرتے ہیں اور نوجوان مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

اگر آپ کی حکومت و سلطنت کا باغی' مجرم' لائق سزا اور ذاتی اوصاف کے باوجود گردن زدنی ہے' تو خدا اور رسولؐ کی سلطنت و نبوت کا باغی اور مجرم قابل مواخذہ کیوں نہیں؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ کی حکم عدولی اور بغاوت تو جرم ہے مگر خدا احکم الحاکمین کی حکم عدولی اور بغاوت جرم نہیں۔ رواداری اور کشادہ دلی کا اوصاف کمال ہونا بے محل' لیکن خدا اور رسولؐ اور دین و ملت کے غداروں کے لیے رواداری کا وعظ بالکل بے محل ہے۔ جو لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر کفر و ارتداد یعنی قادیانیت کا پرچار کرتے ہوں اور بے خبر مسلمانوں کی متاع ایمان پر مکر و خدع کے ساتھ ڈاکہ ڈالتے ہوں' ایسے مجرموں سے چشم پوشی کرنا اگر رواداری اور کشادہ دلی ہے تو بے غیرتی اور بے حسی کا معلوم نہیں کیا نام ہے؟